ادبی تاریخ

تذکرہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں ''یاد کرنا، ذکر کرنا، بتانا''، لیکن اردو فارسی میں اصطلاح کے طور پر تذکرہ اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں شعرا کا حال اور اُن کے کلام کا کچھ نمونہ درج کیا جائے۔ عربی، فارسی اور اُردو میں متعدد تذکرے لکھے گئے ہیں جن میں صرف شعرا و ادبا کا ہی نہیں انبیا، اولیا، علما اور بادشاہوں تک کا ذکر کیا گیا ہے۔ فارسی اور اردو تذکروں میں ادیبوں اور شاعروں کے حالاتِ زندگی کے ساتھ ساتھ ان کی شعری و ادبی خدمات کا بھی مختصراً جائزہ لیا گیا ہے۔

اردو شعرا کے تذکرے بہت دنوں تک فارسی زبان میں لکھے جاتے رہے۔ اس سلسلے کی پہلی کڑی میر تقی میرؔ کا تذکرہ نِکات الشعرا (1752) ہے۔ اردو زبان میں لکھا جانے والا پہلا تذکرہ مرزا علی لطفؔ کا 'گُلشنِ ہند' (1801) ہے۔

''آبِ حیات'' تذکرہ نگاری سے آگے کا قدم ہے۔ یہ اُردو نثر کی پہلی کتاب ہے جس میں اردو شاعری کی ادبی تاریخ مرتّب انداز میں ملتی ہے۔

محمد حسین آزاد نے ''آبِ حیات'' میں شعرائے اردو کی تاریخ کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا ہے، اور ہر دور کے کچھ مخصوص اوصاف متعیّن کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ اس کام میں انھیں کوئی کامیابی نہیں ہوئی لیکن اُنھوں نے اس بات کا احساس ضرور پیدا کر دیا کہ زبان عہد بہ عہد بدلتی ہے اور آج کی ادبی زبان کل کے لیے بھی کارآمد ہو، یہ ضروری نہیں۔ آزاد نے شعرا کے کلام کے تفصیلی نمونوں کے ساتھ ساتھ ان کی سوانح اور شخصیت کا خاکہ بھی پیش کیا ہے۔ یہ خاکے بہت دلچسپ ہیں۔ ان کی مدد سے شاعروں کی جیتی جاگتی

© NCERT not to be republished

تصویریں ہماری نگاہوں کے سامنے آجاتی ہیں۔

''آبِ حیات'' کے ابتدائیے میں آزاد نے اردو زبان کے آغاز وارتقا پر بھی کچھ روشنی ڈالی ہے۔ ''آبِ حیات'' ادبی تاریخ کا نقشِ اوّل ہے اور بہت محدود مآخذ اور وسائل کی مدد سے آزاد نے یہ کہانی مرتب کی ہے۔ ''آبِ حیات'' کی مقبولیت کا ایک بہت بڑا سبب آزاد کی انشا پردازی اور علمی زبان ہے۔ آزاد کا اسلوبِ بیان کہیں کہیں علمی زبان سے مطابقت نہیں رکھتا۔ آبِ حیات کا شمار اردو نثر کے شاہ کاروں میں ہوتا ہے کیونکہ انھوں نے اردو شاعری کی پوری تہذیب کو اس میں زندہ کردیا ہے۔

© NCERT not to be republished

محمد حسین آزاد

(1910–1830)

محمد حسین نام، آزاد تخلّص، دہلی کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد مولوی محمد باقر اردو کے ایک اہم اخبار کے ایڈیٹر تھے۔ اس اخبار کا نام ''دہلی اردو اخبار'' تھا۔ جس میں 1857 کی جنگِ آزادی کی حمایت کی گئی تھی۔ لہٰذا جب انگریزوں نے دلّی پر دوبارہ قبضہ کیا تو انھوں نے مولوی محمد باقر کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور محمد حسین نے دلّی چھوڑ کر کئی سال تک بھاگے ہوئے مجرم کی طرح بقیہ زندگی بسر کی۔

برسوں کی پریشانی کے بعد بالآخر محمد حسین آزاد لاہور پہنچ کر محکمۂ تعلیم میں ملازم ہوگئے۔ وہ علمی و تعلیمی میدان میں بہت سرگرم رہے اور بہت سی نصابی کتابیں تیار کیں۔ اسی ملازمت کے دوران انھوں نے نئے طرز کے مشاعروں کی بنیاد رکھی۔ ان مشاعروں میں طرحی غزلوں کے بجائے موضوع دے کر نظمیں لکھوائی جاتی تھیں۔ اسی طرح انگریزی طرز کی کتابیں بھی تیار کی گئیں۔ ان میں آزاد کی 'نیرنگِ خیال' خصوصاً قابلِ ذکر ہے۔

محمد حسین آزاد کی تصانیف میں سب سے زیادہ شہرت ''آبِ حیات'' کو ملی۔ اسلوب کی دل کشی کے باعث ''آبِ حیات'' اُردو کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتابوں میں شامل ہے۔ علمِ زبان پر ''سُخندانِ فارس'' بھی اُن کی ایک اہم تصنیف ہے۔

آزاد کرداروں اور واقعات کا اس طرح بیان کرتے ہیں کہ وہ چلتی پھرتی تصویریں بن جاتے ہیں۔ ان کی تحریر مناسب الفاظ اور استعاروں کی دل کشی کے باعث بہت جلد یاد ہوجانے کی صفت رکھتی ہے۔

© NCERT not to be republished

مرزا مظہر جانِ جاناں

5160CH02

مرزا مظہر جانِ جاناں کے والد عالمگیر کے دربار میں صاحبِ منصب تھے۔ نسب ان کا باپ کی طرف سے محمد حَنیفہؓ سے ملتا ہے جو کہ حضرت علیؓ کے بیٹے تھے۔ ماں بیجا پور کے شریف گھرانے سے تھیں۔ دادا بھی دربارِ شاہی میں صاحبِ منصب تھے۔ دادی، اسد خاں وزیرِ عالمگیر کی خالہ زاد بہن تھیں۔ پردادا سے اکبر بادشاہ کی بیٹی منسوب ہوئی تھیں۔ ان رشتوں سے تیموری خاندان کے نواسے تھے۔ 1111ھ میں جب کہ عالمگیر دکن پر فوج لیے پڑا تھا ان کے والد نوکری چھوڑ کر دلّی کو پھرے۔ یہ کالا باغ علاقہ مالوہ میں 11 رمضان کو جُمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ عالمگیر کو خبر گذری۔ آئینِ سلطنت تھا کہ اُمرا کے ہاں اولاد ہو تو حضور میں عرض کریں۔ بادشاہ خود نام رکھیں یا پیش کیے ہوئے ناموں میں سے پسند کردیں۔ کسی کو خود بھی بیٹا یا بیٹی کر لیتے تھے کہ یہ امور طرفین کے دِلوں میں اتّحاد اور محبت پیدا کرتے تھے، ان کے لیے ایک وقت پر سندِ ترقی ہوتے تھے اور بادشاہوں کو ان سے وفاداری اور جاں نثاری کی امّیدیں ہوتی تھیں۔ شادی بھی اجازت سے ہوتی تھی۔ کبھی ماں باپ کی تجویز کو پسند کرتے تھے، کبھی خود تجویز کر دیتے تھے۔ غرض عالمگیر نے کہا کہ بیٹا باپ کی جان ہوتا ہے۔ باپ مرزا جان ہے۔ اس کا نام ہم نے جانِ جاناں رکھا۔ پھر اگرچہ باپ نے شمس الدّین نام رکھا مگر عالمگیری نام کے سامنے نہ چمکا۔ مظہر تخلّص انھوں نے آپ کیا کہ جانِ جاناں کے ساتھ مشہور چلا آتا ہے۔ مرزا جان بھی شاعر تھے اور جانی تخلّص کرتے تھے۔

16 برس کی عمر تھی کہ باپ مر گئے۔ اسی وقت سے مُشتِ خاک کو بزرگوں کے گوشۂ دامن میں باندھ دیا۔ 30 برس کی عمر تک مدرسوں اور خانقاہوں میں جھاڑو دی اور جو دن

© NCERT not to be republished

بہارِ زندگی کے پھول ہوتے ہیں انھیں بزرگوں کے روضوں پر چڑھا دیا۔ اس عہد میں تصوّف کے خیالات اَبر کی طرح ہندوستان پر چھائے ہوئے تھے۔ چنانچہ قطع نظر کمالِ شاعری کے ہزارہا مسلمان بلکہ ہندوٗ بھی ان کے مرید تھے اور دل سے اعتقاد رکھتے تھے۔

مرزا صاحب کی تحصیلِ علمی عالمانہ نہ تھی مگر علمِ حدیث کو با اصول پڑھا تھا۔ حنفی مذہب کے ساتھ نقشبندی طریقے کے پابند تھے اور احکامِ شریعت کو صدقِ دل سے ادا کرتے تھے۔ اوضاع و اطوار اور ادب آداب نہایت سنجیدہ اور برجستہ تھے کہ جو شخص ان کی صحبت میں بیٹھتا تھا ہُشیار ہو کر بیٹھتا تھا۔ لطافتِ مزاج اور سلامتیِ طبع کی نقلیں ایسی ہیں کہ آج سُن کر تعجّب آتا ہے۔ خلافِ وضع اور بے اسلوب حالت کو دیکھ نہ سکتے تھے۔

نقل ایک دن درزی ٹوپی سی کر لایا۔ اُس کی تراش ٹیڑھی تھی۔ اس وقت دوسری ٹوپی موجود نہ تھی، اس لیے اسی کو پہننا پڑا۔ مگر سر میں درد ہونے لگا۔

نقل جس چارپائی میں کان ہو اس پر بیٹھا نہ جاتا تھا، گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ چنانچہ دلّی دروازہ کے پاس ایک دن ہَوادار میں سوار چلے جا رہے تھے۔ راہ میں ایک بنیے کی چارپائی کے کان پر نظر جا پڑی۔ وہیں ٹھیر گئے اور جب تک اس کا کان نہ نکلوا لیا آگے نہ بڑھے۔

نقل ایک دن ایک نواب صاحب کہ ان کے خاندان کے مرید تھے، ملاقات کو آئے اور خود صُراحی لے کر پانی پیا۔ اتفاقاً آب خورہ جو رکھا تو ٹیڑھا رکھا۔ مرزا کا مزاج اس قدر برہم ہوا کہ ہرگز ضبط نہ ہو سکا اور بگڑ کر کہا کہ عجب بے وقوف احمق تھا جس نے تمھیں نواب بنا دیا، آب خورہ بھی صراحی پر رکھنا نہیں آتا۔

نقل ایک معتقد کا بیٹا حسنِ اعتقاد سے غزل لے کر آیا کہ شاگرد ہو اور اصلاح لے۔ انھوں نے کہا کہ اصلاح کے ہوش و حواس کِسے ہیں۔ اب عالَم کچھ اور ہے۔ عرض کی کہ میں فقط

بطورِ تبرّک سعادت حاصل کرنی چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ اس وقت ایک شعر خیال میں آیا ہے، اسی کو تبرّک اور اسی کو اصلاح سمجھ لو ؎

لوگ کہتے ہیں مر گیا مظہر
فی الحقیقت میں گھر گیا مظہر

غرض ساتویں محرم کی تھی کہ رات کے وقت ایک شخص مٹھائی کی ٹوکری ہاتھ میں لیے آیا، دروازہ بند تھا۔ آواز دی اور ظاہر کیا کہ میں مرید ہوں۔ نذر لے کر آیا ہوں۔ وہ باہر نکلے تو ایک قرابین[1] ماری کہ گولی سینے کے پار ہوگئی۔ وہ تو بھاگ گیا۔ مگر انھیں زخم کاری آیا۔ تین دن تک زندہ رہے، اس عالمِ اضطراب میں لوٹتے تھے اور اپنا ہی شعر پڑھتے تھے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کُند ایں عاشقانِ پاک طینت را

یہ تین دن نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے گزارے۔ جب شاہ عالم بادشاہ کو خبر پہنچی تو بعد تحقیقات کے کہلا بھیجا کہ قاتل نہیں ملتا۔ نشان دو تو ہم اسے سزا دیں۔ جواب میں کہا کہ فقیر کشتۂ راہِ خدا ہیں اور مردہ کا مارنا قتل نہیں۔ قاتل ملے تو آپ سزا نہ دیں۔ یہاں بھیج دیں۔ آخر دسویں کو شام کے وقت دنیا سے انتقال کیا۔ بہت لوگوں نے تاریخیں کہیں۔ مگر درجہ اول پر میر قمرالدّین منت کی تاریخ ہے، جس کا مادہ خاص الفاظ حدیث ہیں اور اتّفاق یہ کہ موزوں ہیں۔

عَاشَ حَمِیْداً، مَاتَ شَہِیْداً

---

1. استاد مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ دُگاڑے کا نشان ہم نے بھی دیکھا ہے۔ کیونکہ رام کے کوٹھے پر ڈیوڑھی کی دیوار میں اب تک موجود تھا۔

© NCERT not to be republished

مشق

لفظ و معنی

صاحبِ منصب	: عہدے دار
نسب	: خاندانی سلسلہ
منسوب	: نسبت کی گئی، نسبت کیا گیا، لہٰذا جس شخص کی منگنی یا شادی ہوا سے ہی منسوب کہتے ہیں
آئینِ سلطنت	: شاہی قاعدہ قانون، شاہی طور و طریق
اُمور	: امر کی جمع، معاملات
طرفین	: دونوں جانب، فریقین
سندِ ترقی	: ترقی کی دستاویز
تجویز	: رائے مشورہ
مشتِ خاک	: مٹھی بھر خاک، انسان کا وجودِ خاکی
خانقاہ	: بزرگوں اور درویشوں کے رہنے کی جگہ
روضہ	: وہ مقبرہ جس پر گنبد بنا ہو، لغوی معنی باغیچہ
تصوّف	: روحانی علم
قطعِ نظر	: اس کے سوا، بجُز
اعتقاد	: عقیدت، عزّت واحترام، دلی یقین، ایمان
نقشبندی طریقہ	: صوفیہ کا ایک سلسلہ جو حضرت خواجہ بہاء الدینؒ نقشبندی سے شروع ہوا

© NCERT not to be republished

احکامِ شریعت	:	مذہبی طور طریقوں اور دینی قانون سے متعلق احکام
اوضاع	:	وضع کی جمع، طریقے
اطوار	:	طور کی جمع، طریقے
برجستہ	:	بے ساختہ، برمحل، حسبِ حال، مناسب
لطافتِ مزاج	:	نازک مزاجی، طبیعت کی نزاکت و پاکیزگی
سلامتی طبع	:	طبیعت کی درستی، سلامتی
خلافِ وضع اور بے اسلوب حالت	:	نامناسب اور بے ڈھنگی حالت
تراش	:	کانٹ چھانٹ، بناوٹ، وضع
چارپائی کا کان	:	چارپائی کی پٹّی کا وہ حصّہ جو پائے کے باہر نکل آئے
ہوادار	:	پالکی کی طرح کی ایک سواری جو چاروں طرف سے کھلی ہوتی ہے
آب خورہ	:	پانی پینے کا مٹی کا چھوٹا برتن
معتقِد	:	اعتقاد رکھنے والے، عزت واحترام کرنے والے
سعادت	:	نیکی، بھلائی، خوش نصیبی
فی الحقیقت	:	حقیقت میں، واقعتاً
نذُر	:	کسی کے سامنے عقیدت واحترام سے کوئی چیز پیش کرنا
قرابین	:	ولایتی بندوق، جو رائفل کی پہلی شکل تھی۔ اس کو انگریزی میں carbine کہتے ہیں
استقلال	:	مستقل مزاجی، مضبوطی، ثابت قدمی
دُگاڑہ	:	دونالی بندوق۔ اس حاشیے میں جس ''استاد مرحوم'' کا ذکر ہے وہ حضرت شیخ ابراہیم ذوق ہیں

© NCERT not to be republished

کُشتہ	:	مارا ہوا، قتل کیا گیا
موزوں	:	مناسب، نپا تلا، پسندیدہ

غور کرنے کی بات

- 'آبِ حیات' کا یہ اقتباس محمد حسین آزاد کے اسلوبِ بیان کا عمدہ نمونہ ہے۔ مندرجہ ذیل فقروں پر غور کیجیے۔

  (i) شمس الدین نام رکھا مگر عالم گیری نام کے سامنے نہ چمکا۔

  (ii) مشتِ خاک کو بزرگوں کے گوشۂ دامن میں باندھ دیا۔

  (iii) جو دن بہارِ زندگی کے پھول ہوتے ہیں انھیں بزرگوں کے روضوں پر چڑھا دیا۔

  پہلے فقرے میں شمس الدین کی رعایت سے 'چمکا' کس قدر خوب صورت ہے۔ اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ کے رکھے ہوئے نام کو 'عالم گیری نام' کہہ کر یہ اشارہ بھی کر دیا کہ یہ نام تمام دنیا پر چھا جانے والا ثابت ہوا۔

  'مشتِ خاک' کے معنی ہیں ''مٹھی بھر مٹی'۔ اس اعتبار سے گوشۂ دامن میں باندھنا بہت خوب ہے۔ انسان کو یا انسان کے بدن کو مشتِ خاک کہتے ہیں۔ لہٰذا مراد یہ ہوئی کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو بزرگوں کی خدمت کے حوالے کر دیا۔

  نوجوانی کو 'بہارِ زندگی' اور نوجوانی کے دنوں کو 'پھول' کہنا بہت عمدہ ہے۔ روضہ کے ایک معنی باغ بھی ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے بزرگوں کے مزارات پر نوجوانی کے دن گزارنا اور بھی عمدہ بات ہے۔ محمد حسین آزاد کی تحریریں اس قسم کے خوبصورت فقروں سے بھری ہوئی ہیں۔

- اس اقتباس میں کچھ مذہبی اصطلاحات بھی استعمال ہوئی ہیں جن پر غور کیے بغیر ان کے معنی تک پہنچنا مشکل ہے۔

حدیث : لغت میں حدیث کے معنی ہیں قول، بات لیکن مذہبی اصطلاح میں حضرت محمدؐ کی زبانِ مبارک سے جو باتیں نکلیں یا انھوں نے اپنی زندگی میں جو کام کیے انھیں حدیث کہتے ہیں۔

حنفی مذہب : اسلامی فقہ کے تعلق سے اِمام ابوحنیفہؒ کے نقطۂ نظر اور ان کے بتائے ہوئے طور طریقوں کو حنفی مذہب یا حنفی مسلک کہتے ہیں۔

شریعت : دینِ اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے اللہ اور اس کے رسول حضرت محمدؐ کے بتائے ہوئے احکام وقوانین کو 'شریعت' کہتے ہیں۔

نقشبندی طریقہ : صوفیوں کے چار مشہور طریقے یا سلسلے ہیں۔قادری، سُہروردی، چشتی اور نقشبندی۔ہندوستان میں نقشبندی طریقے کے سب سے بڑے بزرگ شیخ احمد سرہندیؒ کہے جاتے ہیں۔ مرزا مظہرجانِ جاناں تین واسطوں سے شیخ احمد سرہندیؒ کے مرید تھے۔شیخ احمد سرہندیؒ مجدّدالف ثانی کے لقب سے بھی مشہور ہیں۔

مرید : مرید کے لغوی معنی ہیں، ارادت مند، ارادہ کرنے والا، پیروکار۔ اصطلاحاً وہ شخص جو کسی بزرگ یا پیر کا ارادت مند ہو اور اس سے تعلق وارادات کے مطابق پیروی کرے اُسے مرید کہتے ہیں۔

فقیر : لفظ 'فقیر' فقر سے بنا ہے۔فقر کے معنی ہیں درویشی۔ اصطلاحاً فقیر کے معنی ہیں وہ خدامست لوگ جو اللہ کی محبت میں فقروفاقہ اور درویشی و بے نیازی کی زندگی گذارتے ہیں۔

تاریخ کہنا : اس اقتباس میں مرزا مظہرجانِ جاناں کی تاریخِ وفات کو ایک حدیث کے الفاظ سے پیش کیا گیا ہے۔تاریخ سے مراد ہے کہ کوئی لفظ، فقرہ، مصرع یا شعر اس طرح ترتیب دینا جس کے حروف کے اعداد کو اگر جوڑا جائے تو تاریخ نکل آئے۔حروف کی گنتیاں مقرر ہیں اور انھیں 'اَبْـجَـدْ، ھَـوَّزْ، حُطِّی، کَلِمَنْ، سَعْفَصْ، قَرَشَتْ، ثَخَّذْ، ضَظَّغْ کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے۔

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10

© NCERT not to be republished

ت	ش	ر	ق	ص	ف	ع	س	ن	م	ل	ک
400	300	200	100	90	80	70	60	50	40	30	20

غ	ظ	ض	ذ	خ	ث
1000	900	800	700	600	500

مادّہ کے معنی ہیں ’اصل‘ ’جوہر‘ وہ شے جس سے کوئی چیز بنائی جائے۔ مادّۂ تاریخ یا مادّۂ خاص کے ذیل میں مادّہ سے مراد وہ لفظ یا فقرہ ہے جس سے تاریخ نکلتی ہے۔ چونکہ اس پوری نظم یا شعر کو بھی ’تاریخ‘ کہتے ہیں جس میں تاریخ والا فقرہ، مصرع یا لفظ نظم کیا جاتا ہے۔ اس لیے خاص تاریخ کی گنتی رکھنے والے لفظ، فقرے یا مصرعے کو مادّہ یا مادّۂ تاریخ کہتے ہیں۔

عَاشَ حَمِیْداً مَاتَ شَہِیْداً: یہ عربی کا فقرہ ہے۔ اس کے معنی ہیں وہ زندہ تھا تو لوگ اس کی تعریف کرتے تھے۔ اور مرنے پر شہادت کا درجہ پایا۔

استادمرحوم: استاد مرحوم سے مراد یہاں شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ ہیں جو محمد حسین آزاد کے استاد تھے۔

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کُند ایں عاشقانِ پاک طینت را

مرزا مظہر جانِ جاناں کا یہ ایک فارسی شعر ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ خدا اُن پاک طبیعت والے عاشقوں پر رحمت کرے۔ انھوں نے خون اور خاک میں لوٹنے اور لتھڑنے کی اچھی رسم قائم کی۔

سوالات

1. مصنف نے مرزا مظہر جانِ جاناں کے نام ونسب سے متعلق کیا اظہارِ خیال کیا ہے؟
2. محمد حسین آزاد نے مرزا مظہر جانِ جاناں کی شخصیت کے کن پہلوؤں کو اُجاگر کیا ہے؟
3. مرزا مظہر کا نام جانِ جاناں کس نے رکھا اور کیوں؟

© NCERT not to be republished

4. مرزا مظہر جانِ جاناں بے ڈھنگی بات کو پسند نہ کرتے تھے۔اس بیان کی دلیل میں کوئی مثال پیش کیجیے۔

5. مرزا مظہر جانِ جاناں پر چند جملے لکھیے اور ان کے انتقال کا واقعہ اپنے الفاظ میں لکھیے ۔

عملی کام

- اپنے استاد اور لائبریری کی مدد سے ادبی تاریخ سے متعلق 'آبِ حیات' کے علاوہ دیگر کتابوں کے نام تلاش کر کے لکھیے ۔

© NCERT not to be republished